2

مذہب کی اپنے عمل سے عزت کرو

(فرمودہ ۹ جنوری ۱۹۲۵ء)

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں نے بارہا اپنے دوستوں کو اس امر کی طرف متوجہ کیا ہے کہ مذہب کی غرض اور مذہب کا مقصد ان فوائد اور ان مقاصد کو حاصل کرنا ہے۔ جن فوائد اور جن مقاصد کے لئے خدا تعالیٰ نے مذہب کو جاری کیا ہے اس کے سوائے مذہب کی اور کوئی غرض نہیں۔ اگر کسی مذہب کو اختیار کر کے وہ فوائد اور مقاصد حاصل نہ ہوں اور وہ برکتیں جو مذہب کے ذریعے انسان کو ملتی ہیں اگر نہ ملیں تو پھر مذہب کا آنا نہ آنا دونوں باتیں برابر ہیں۔ میرے نزدیک ایسے شخص کی جو مذہب کو قبول کر کے مذہب کے فوائد سے محروم رہتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جس کو میں نے بارہا بیان کیا ہے کہ ایک شخص جو سخت پیاسا ہے اور پانی بھی اس کے پاس رکھا ہے لیکن وہ اس پانی کو پیتا نہیں۔ وہ شخص جو پیاسا ہے اور پانی پاس ہوتے ہوئے پیتا نہیں اور وہ شخص جو پیاسا تو ہے لیکن اس کے پاس پانی ہی نہیں کہ وہ پی کر اپنی پیاس بجھا سکے۔ تکلیف اٹھانے میں دونوں برابر ہیں۔ جس پیاسے کے پاس پانی نہیں وہ تو یہ عذر بھی کر سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ میں کہاں سے پانی لاتا اور پیتا لیکن جس پیاسے کے پاس پانی ہے اور وہ نہیں پیتا اور تکلیف اٹھاتا ہے وہ کوئی عذر نہیں کر سکتا۔ اس لئے ایسا شخص بہت زیادہ قابل افسوس اور قابل ملامت ہے لیکن پیاس کی تکلیف اس کو بھی ویسی ہی ہو گی۔ جیسی کہ اس شخص کو جس کے پاس پانی نہیں۔ ایک نے پانی میسر نہ آنے سے پانی نہ پیا اور تکلیف اٹھائی اور ایک نے پانی کی موجودگی میں پانی نہ پیا اور تکلیف اٹھائی۔ گو وہ منہ سے کہہ رہا ہے کہ میرے پاس پانی ہے۔ میرے پاس پانی ہے۔اس کی حالت دوسرے سے بہت زیادہ قابل رحم ہے اور لوگ اسی کو قصوروار ٹھہرائیں گے اور ہر شخص اس کو لعن طعن کرے گا کہ تیرے پاس پانی موجود تھا اور تم نے اس سے نفع حاصل

نہ کیا۔

پس جن لوگوں کے پاس سچا مذہب اور سچا دین نہیں وہ اگر خدا کی مرضی کے خلاف چل کر دکھ اٹھاتے ہیں تو بعینہٖ اسی طرح وہ لوگ بھی دکھ اور تکلیف اٹھاتے ہیں جن کے پاس سچا مذہب اور سچا دین تو ہے لیکن وہ اس پر عمل کر کے اس کے فوائد حاصل نہیں کرتے۔ بلکہ وہ بہت زیادہ قابل ملامت اور قابل افسوس ہیں کہ وہ سچے دین اور سچے مذہب پر ایمان بھی لاتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے۔ تکلیف کے لحاظ سے یہ دونوں قسم کے لوگ جن کے پاس سچا مذہب ہے یا جن کے پاس نہیں دونوں برابر ہیں۔ مگر ملامت کے لحاظ سے وہ شخص جس کے پاس سچا مذہب تو ہے مگر وہ اس کے مطابق عمل نہیں کرتا بہت زیادہ ہوگا۔ کیونکہ ایک صداقت اور سچائی کے ہوتے ہوئے اس نے اپنے آپ کو اس کے فوائد سے محروم رکھا۔ میں بہت ہی حیران ہوتا ہوں اور مجھے تعجب آتا ہے کہ مسلمان اس بات پر بحث کرتے ہیں کہ جو کافر ہیں وہ سب جہنم میں جائیں گے اور مسلمان سب جنت میں جائیں گے۔

میں کہتا ہوں کہ کافر کیوں جہنم میں جائیں گے۔ کیا اس لئے نہیں کہ وہ خدا سے دور ہیں۔ پھر سوال ہوتا ہے کہ ایک کافر خدا سے دوری کے باعث جہنم میں جائے گا تو ایک مسلمان خدا سے دور رہ کر کیوں جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا۔ خدا سے دوری کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں۔ اگر فرق ہے تو صرف اتنا ہے کہ ایک کافر تو اسلام کو مانتا ہی نہیں اور ایک مسلمان مانتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے سچا دین ہے۔ یا کم از کم اس کے سچا دین ہونے کا مقر ہے۔ مگر محض تسلیم کر لینا کہ فلاں چیز واقعہ میں مفید اور نفع بخش ہے انسان کے لئے مفید اور نفع بخش نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ اس کو استعمال کر کے اس سے فائدہ اور نفع نہ حاصل کیا جائے۔ اگر وہ لوگ جو یہ جانتے ہی نہیں کہ کونین بخار میں فائدہ دیتی ہے اور اگر وہ لوگ جو یہ مانتے ہی نہیں کہ فاسفورس دماغ کو طاقت پہنچاتی ہے وہ ان کے فوائد سے محروم رہ کر دکھ اٹھا سکتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ جن کے پاس کونین اور فاسفورس موجود ہے اور وہ ان کے فوائد سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ کونین واقعہ میں بخار کو رفع کرتی ہے اور فاسفورس کو وہ استعمال کریں تو ان کو واقعہ میں نفع ہوگا۔ مگر وہ ان کو استعمال نہ کرنے کی وجہ سے دکھ اور تکلیف نہ اٹھائیں۔ وہ ضرور دکھ اٹھائیں گے۔ خواہ وہ زبان سے ان کے فوائد کے قائل ہی کیوں نہ ہوں۔ اسی طرح دین سے بھی وہی شخص نفع حاصل کر سکتا ہے جو دین پر چلتا بھی ہے۔ یقیناً ہمارا دل کبھی بھی اس ورثے کے ایمان پر خوش نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے فوائد بھی ہم حاصل نہ کر

سکیں۔ اگر وہ یقین اور ایمان جو ایک سچے مذہب کے اختیار کرنے سے حاصل ہوتا ہے وہ ہمیں اس سے حاصل نہیں ہوتا اگر وہ قرب اور معرفت جو ایک سچے مذہب کے اختیار کرنے سے انسان کو حاصل ہوتی ہے۔ اگر ہمیں وہ قرب اور معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ اگر وہ خوشی اور بشاشت جو ایک سچے مذہب کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے پیاروں کو اس کے قریب ہونے کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے ہم کو بھی وہ خوشی اور بشاشت حاصل نہیں ہوتی۔ اگر خدا تعالیٰ کا وہ فضل جو سچے مذہب کے ذریعے انسان پر ہوتا ہے اگر ہم پر اس کا وہ فضل نہیں اور اس کے دیدار سے ہم محروم ہیں تو پھر ہمارے اسلام کے قبول کر لینے سے ہمیں کیا فائدہ جب کہ سچائی کے قبول کرنے کے بعد بھی جو انعامات انسان کو ملا کرتے ہیں ان سے ہم محروم کے محروم ہیں۔ اگر اس کے فضلوں کے ہم اس طرح وارث نہیں ہوتے جس طرح کہ ہم سے پہلے وارث ہوئے۔ اگر اس کی رحمتیں اور برکتیں اسی طرح ہم پر نازل نہیں ہوتیں جس طرح کہ اس کے پہلے برگزیدوں پر نازل ہوئیں۔ اگر خدا کی غیرت اسی طرح ہمارے لئے جوش میں نہیں آتی جس طرح کہ وہ ہمیشہ اپنے پیاروں کے لئے غیرت دکھاتا آیا ہے۔ تو پھر یقیناً یقیناً ہمیں کوئی بھی خوشی نہیں ہو سکتی۔ اسلام اور احمدیت میں داخل ہو کر بھی اگر ہم نے خدا تعالیٰ کی محبت نہ پائی اور اس کے وصل کے شیریں ثمرات ہم نے نہ کاٹے تو ہم نے اپنی زندگی کو دکھ اور مصیبت میں ڈال لیا۔ میں نے آپ لوگوں کو بارہا توجہ دلائی ہے کہ تم اپنی حالت پر غور کرو کہیں بھی دنیا پر تمہارا کوئی دوست نہیں۔ عیسائی ہیں تو وہ تمہارے دشمن، ہندو ہیں تو وہ۔ سکھ ہیں تو وہ۔ غرض جس طرف دیکھو سب دشمن ہی دشمن نظر آئیں گے۔ وہ مسلمان جو اپنے آپ کو محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرتے اور آپ کی محبت کا دم بھرتے ہیں۔ وہ بھی تمہارے دشمن اور خون کے پیاسے ہیں۔ کوئی جماعت دنیا کی اور کوئی قوم تمہاری دوست نہیں۔ یہ سب ہمارے دشمن کیوں ہیں۔ محض اس لئے کہ ہم نے ایک سچائی کو قبول کیا اور خدا تعالیٰ کی خالص توحید پر ہم ایمان لائے اور محض اللہ کی رضا کے لئے اس کی باتوں کو ہم نے مانا۔ اور جو سچائی اس نے ہماری طرف بھیجی اس کو ہم نے اختیار کر لیا۔ اگر ہم اپنی غفلتوں اور سستیوں سے خدا کو بھی اپنا دشمن بنالیں تو پھر ہمارا کوئی ٹھکانا نہیں۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ اللہ کی رضاء جس کے لئے ہمارے اپنے اور بیگانے ہمارے دشمن ہو گئے۔ جیسا کہ چاہیے ہمیں حاصل نہیں ہوئی۔ بہت سی کمی ابھی باقی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کوئی ترقی یکلخت حاصل نہیں ہو جاتی بلکہ بتدریج ہوتی ہے۔ اسی طرح دین میں بھی انسان یکبارگی کامل نہیں بن جاتا۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جو ایک قدم بھی نہیں چلتا وہ ایک

قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔ جو ایک قدم چلتا ہے۔ وہ تو پھر بھی ایک قدم آگے ترقی کرتا ہے لیکن جو کھڑا ہے۔ وہ ایک قدم بھی منزل طے نہیں کر سکتا۔ چلنے والا تو آج نہیں کل نہیں تو پرسوں آخر ایک دن منزل مقصود پر پہنچ جائے گا۔ بیٹھ رہنے والا جو حرکت ہی نہیں کرتا۔ وہ اپنے مقصد کو نہیں پا سکتا۔
بعض امور مذہب اور دین کے اساس ہوتے ہیں اس لئے وہ امور زیادہ قابل توجہ اور قابل لحاظ ہوتے ہیں۔ نماز بھی ان اساس اور بنیاد دین میں سے ہے۔ غیر احمدی تو اس بات پر دل میں خوش ہو لیتے ہیں کہ انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو مان لیا۔ عمل کریں یا نہ کریں لیکن ہم نے تو ایک نبی کی صحبت حاصل کی ہے اور اس کا نمونہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ہم غیر احمدیوں کی طرح محض ایمان لانے پر خوش نہیں ہو سکتے۔ لوگ تو اس بات پر زور دیتے ہیں کہ مسلمان پانچ وقتہ نماز کی وجہ سے تجارت وغیرہ کاموں میں کمزور ہو گئے ہیں۔ اول تو مسلمان پانچ وقتہ نماز پڑھتے ہی کہاں ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں مسلمان ذلیل ہی اس لئے ہوئے ہیں کہ انہوں نے پانچ وقتہ نماز کو ترک کر دیا ہے۔ دین کا کوئی حکم بھی ایسا نہیں جس پر چل کر انسان نقصان اٹھائے۔ بلکہ ان پر نہ چلنے سے انسان نقصان اٹھاتا ہے۔ ایسی ایسی باتیں اگر ہماری جماعت میں بھی پائی جائیں اور وہ نماز جیسی ضروری عبادت کے ادا کرنے میں سستی اور غفلت دکھائیں تو ہم غیروں کو کیا جواب دے سکتے ہیں۔

اس میں شبہ نہیں کہ ایسی کوئی قوم نہیں گزری جس میں ایسے منافق نہ پائے گئے ہوں۔ موسیٰ کے وقت میں بھی تھے۔ ابراہیم اور داؤد اور سلیمان اور حضرت عیسیٰ کے وقت بھی تھے۔ حضرت عیسیٰ کا وہ حواری جس نے ان کے ساتھ کھانا بھی کھایا۔ اور پھر دشمنوں سے جا ملا اور چند روپوں پر اپنے نبی اور مرشد کو پکڑوا دیا۔ پس ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں بھی ایسے منافق پائے جائیں۔ اس لئے ہمارا کام یہ ہونا چاہیے۔ کہ ہم ان منافقوں کا مقابلہ کریں۔ کیا پہلے مومنین اور انبیاء اپنی جماعت کے منافقین کے وجود سے خوش ہوتے تھے کہ فلاں فلاں ہماری جماعت میں منافق ہے۔ نہیں وہ بھی ان کا مقابلہ کرتے تھے اور ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم ان کا مقابلہ کریں۔ انہوں نے اگر یہ سمجھ رکھا ہے کہ نماز کے لئے ہم مسجد چل کر جائیں گے تو ہماری تجارت میں نقصان ہو گا تو ہم ان پر ثابت کر دیں کہ جس غرض کے لئے وہ مسجد میں نہیں جاتے اور نماز گھر پر یا دوکان پر ہی پڑھ لیتے ہیں۔ یا پڑھتے ہی نہیں وہ اس سے دنیا کا فائدہ بھی حاصل نہیں کر سکتے۔

اسلام بے شک آزادی دیتا ہے مگر اس کو جو اسلام سے علیحدہ ہو کر آزادی چاہتا ہے۔ مگر جو شخص اسلام میں رہ کر اور اپنے آپ کو ہماری طرف منسوب کر کے بھی اسلامی اصول کی خلاف ورزی

کرتا ہے ہم اس کو مجبور کریں گے اور اس کو اسلامی قواعد و اصول کی پابندی کرنی پڑے گی۔ یا وہ اپنے آپ کو اسلام اور احمدیت کی طرف منسوب نہ کرے۔ اسکول تعلیم کے لئے بنایا جاتا ہے مگر ہر شخص آزاد ہوتا ہے۔ چاہے وہ وہاں تعلیم حاصل کرے چاہے نہ کرے۔ لیکن اگر وہ اسکول میں داخل ہو گیا ہے تو پھر اس کو اسکول کے قواعد کی بھی پابندی کرنی پڑے گی اور وہ پابندی کے لئے مجبور کیا جائے گا۔ ہاں اسکول سے خارج اور علیحدہ ہو کر وہ آزاد ہو سکتا ہے۔ مگر اس کو یہ حق نہیں کہ وہ اسکول کا طالب علم ہو کر اسکول کے قواعد کی پابندی نہ کرے۔ اگر کوئی مسلمان کہلاتا ہے اور یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نماز روزہ وغیرہ احکام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو پھر اس کو نماز روزے کی پابندی بھی کرنی پڑے گی۔ اور اگر اس کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ احکام خدا کی طرف سے نہیں تو پھر وہ آزاد ہے۔ مگر وہ اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کر کے پھر وہ اساس دین کی ہتک کرنے کا مجاز نہیں۔ اسلام کے تمام احکام اپنے اندر حکمت رکھتے ہیں۔

خلاف ورزی بھی دو قسم کی ہوتی ہے ایک پوشیدہ اور ایک علی الاعلان ۔ انسان سے کمزوریاں بھی ظاہر ہوتی ہیں اور وہ غلطی بھی کر بیٹھتا ہے۔ مگر جو شخص علی الاعلان خلاف ورزی کا مرتکب ہوتا ہے وہ سخت مجرم ہوتا ہے۔ میرے نزدیک وہ اس بات کا مستحق ہے کہ اس کو سزا دی جائے اور اس پر ثابت کیا جائے کہ وہ مذہب کی ہتک کر کے دنیاوی فوائد حاصل نہیں کر سکتا۔ گو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں ایسے لوگ کم ہیں۔ مگر مثل ہے کہ ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے۔ ہماری جماعت کی کتنی بھی نیکیاں ہوں مگر دشمن ان کو نہیں دیکھے گا۔ بدی ایک بھی ہو تو وہ فوراً اس کو دیکھ لے گا۔ ہماری جماعت کے ہزار عمل کرنے والے کو تو دشمن کی آنکھ نہیں دیکھے گی۔ لیکن اگر ہم میں کوئی ایک شخص ذرا بدی کرے گا۔ تو اس کو ان کی آنکھ فوراً تاڑ لے گی۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لاکھوں جانثاروں کو تو نہیں دیکھیں گے مگر ایک عبدالحکیم ان کو فوراً نظر آجاتا ہے۔ دشمن خوبی کو کبھی نہیں دیکھتا اس کی نظر عیوب پر ہوتی ہے۔ جس وقت بھی وہ کوئی عیب دیکھے گا۔ فوراً پکڑے گا۔

اس لئے میں پھر اپنی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ اسلام کسی رنگ میں اور کسی حال میں بھی ہمارے لئے مضر نہیں بلکہ اس کی ہر ایک بات ہمارے لئے مفید اور بابرکت ہے۔ اس لئے ایک شخص بھی تم میں ایسا نہ ہونا چاہیے جو اسلام کے کسی حکم کی بھی ہتک کرنے والا ہو۔ دنیا کی تاریخ میں ایک بھی ایسی مثال نہیں پائی جاتی کہ جو خدا تعالیٰ کے حکموں کی ہتک کر کے پھر کامیاب ہو گیا ہو۔ اللہ

تعالیٰ ہمیں توفیق دے کر ہم اپنے سارے کاموں کو اس کے حکموں کے مطابق بنائیں۔ تا ہم اس کے فضلوں کے مستحق ٹھہریں۔ وہ ہمارا مددگار اور ناصر ہو۔ ہمارے دل اس کے ساتھ ہوں اور اس کی نظر ہم پر ہو اور اس کی رحمتیں اور برکتیں ہم پر نازل ہوں۔ آمین

(الفضل ۱۵ جنوری ۱۹۲۵ء)